

تعدیل ارکان

تعدیل ارکان واجب ہے:

سوال: بعض لوگ نماز کو اس طرح پڑھتے ہیں، جیسا کہ مرغ دانوں پر ٹھونگے مارتا ہے، اس قسم کی نماز کا کیا حکم ہے؟

الجواب

صورت مسئلہ کا تعلق واجبات صلوٰۃ سے ہے، نماز میں ارکان نماز کو اطمینان (۱) اور تعدیل سے ادا کرنا واجب ہے، جو نماز تعدیل ارکان کے ساتھ ادا نہ کی جائے تو وہ واجب الاعادہ ہے، البتہ اگر سہواً متروک ہو جائے تو سجدہ سہو سے نماز درست ہو جائے گی۔

قال الحصکفی: (لها واجبات) لا تفسد بترکها وتعاد وجوباً فی العمد والسہو إن لم یسجد له وإن لم یعدھا یكون فاسقاً آثمًا ... (وہی) ... (قراءة فاتحة الكتاب) ... (وتعدیل الأركان). (الدر المختار علی صدر رد المحتار، کتاب الصلاة، مطلب واجبات الصلاة: ۴۵۶/۱-۴۶۴) (۲)

☆ (فتاویٰ تھانیہ: ۸۷/۳)

(۱) (وتعدیل الأركان) وهو تسکین الجوارح حتی تطمئن مفاصله. (النہر الفائق، باب صفة الصلاة: ۱۹۹/۱، دار الکتب العلمیة، انیس)

(۲) قال العلامة إبراهيم الحلبي: وعندهما تعدیل الأركان من الواجبات لا من الفرائض. (الكبرى، باب صفة الصلاة: ۲۹۴)

☆ تعدیل ارکان کا حکم:

سوال: اگر کوئی شخص رکوع اور سجود پورے طور سے ادا نہیں کرتا ہے تو کیا حکم ہے؟

الجواب _____ وباللہ التوفیق

اگر تعدیل ارکان کی مقدار کی بھی رعایت نہیں کرتا ہے تو نماز مکروہ؛ بلکہ بعض اوقات واجب الاعادہ ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ

اعلم بالصواب

کتبہ العبد نظام الدین الاعظمیٰ عفی عنہ، مفتی دارالعلوم دیوبند۔ (نظام الفتاویٰ، جلد پنجم، جزء اول: ۱۶۶)

تعدیل ارکان کی مقدار:

سوال: ہمارے امام صاحب رکوع سے قومہ میں پہنچتے پہنچتے ”سمع اللہ لمن حمدہ“ کہہ لیتے ہیں اور پھر فوراً ”اللہ اکبر“ کہہ کر سجدہ میں چلے جاتے ہیں، تعدیل ارکان واجب ہے، کیا اس سے تعدیل ارکان ادا ہوتا ہے اور نماز فاسد نہیں ہوتی ہے؟ مقتدیوں کو تحمید اس وقت کہنا چاہیے، جب امام پورا ”سمع اللہ لمن حمدہ“ کہہ چکے اور امام صاحب قومہ میں مقتدیوں کو تحمید کا ایک لفظ بھی کہنے کا موقع نہیں دیتے ہیں۔

الجواب: _____ حامداً ومصلیاً

جب وہ رکوع سے سیدھے کھڑے ہو جاتے ہیں کہ تمام اعضا معتدل ہو جائیں تو قومہ ادا ہو جاتا ہے، اس سے فساد نماز کا حکم نہ ہوگا، کچھ قدر قلیل وقفہ کر لیا کریں، جس میں مقتدی ”ربنا لک الحمد“ پڑھ لیں تو بہتر ہے۔ (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمد وغفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۳/۷/۱۳۹۲ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۵/۷۷)

(۱) (و تعدیل الأركان) أى تسكين الجوارح قدر تسبيحة فى الركوع والسجود، وكذا فى الرفع منهما على ما اختاره الكمال. (الدر المختار على صدر رد المحتار، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، واجبات الصلاة: ۶۴/۱، سعيد) (وقد تكلموا فى مقدار الرفع والأصح أنه إن كان إلى السجود أقرب لا يجوز لأنه يعد ساجداً وإن كان لى الجلوس أقرب جاز لأن يعد ساجداً فتحقق الثانية). (الهداية، باب صفة الصلاة) ... وروى عن أبى يوسف إن رفع قدر ما يسمى رافعاً جاز، قال فى المحيط هو الأصح وتعليل المصنف مختاره بأنه يعد يقتضى اعتباره أن تلك الرواية هى رواية أبى يوسف فى المعنى، اختيارها. وقال ابن مقاتل: إذا رفع بحيث لا يشكل على الناظر أنه رفع جاز، فإن أراد الناظر عن بعد فهو مختار المصنف وإلا فهو معنى الرواية الثانية ثم اعتقاده أنه إذا لم يستو صلبه فى الجلسة والقومة فهو آثم لما تقدم. (فتح القدير شرح الهداية، باب صفة الصلاة: ۳۰۷/۱، دار الفكر، انيس)

مقتضى الدليل وجوب الطمأنينة فى الأربعة ووجوب نفس الرفع من الركوع والجلوس بين السجدين للمواظبة على ذلك كله وللأمر فى حديث المسىء صلاته وفى فتاوى قاضى فى فصل ما يوجب السهو، قال: المصلى إذا ركع ولم يرفع رأسه من الركوع حتى خر ساجداً ساهياً تجوز صلاته فى قول أبى حنيفة ومحمد وعليه السهو، وفى المحيط لو ترك تعديل الأركان أو القومة التى بين الركوع والسجود ساهياً لزمه سجود السهو، آه.

فيكون حكم الجلسة بين السجدين كذلك، لأن الكلام فيهما واحد والقول بوجوب الكل هو مختار المحقق ابن الهمام وتلميذه ابن أمير الحاج حتى قال: إنه الصواب والله الموفق للصواب. (البحر الرائق، الركوع والسجود فى الصلاة: ۳۱۷/۱، دار الكتب الإسلامية، انيس)

بغیر تعدیل ارکان جو نمازیں پڑھی گئیں، ان کا کیا حکم ہے:

سوال: ایک شخص کی عمر بیس سال کی ہے اس عرصہ میں اس نے کوئی نماز درست نہیں پڑھی، صرف دو ٹکڑے نماز ختم کر دیتا ہے۔ یہ نمازیں ہوں، یا نہیں؟ اگر اعادہ کرے تو صرف فرض ہی ادا کرے، یا سنت بھی؟

الجواب

جو نمازیں تعدیل ارکان کے ساتھ ادا نہیں ہوئیں؛ اگرچہ وہ ہو گئی ہیں؛ لیکن ان کا اعادہ (دہر الینا) اچھا ہے۔ (۱)
فرض اور وتر کا اعادہ کرے، سنتوں کا اعادہ نہ کرے۔ (۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۵۶/۲)

قومہ کی تکمیل نہ کی، تو نماز درست ہوئی یا نہیں:

سوال: رکوع کے بعد سر ذرا سا اٹھایا اور پھر سجدے میں چلا گیا، قومہ کی تکمیل نہ کی تو نماز درست ہوگی، یا نہیں؟ بینو اتو جروا۔

الجواب _____ حامداً و مصلیاً و مسلماً

قومہ میں تعدیل کی حیثیت مختلف فیہ ہے، بعض فقہاء حنفیہ وجوب کے قائل ہیں اور بعض سنیت کے، ابن ہمام صاحب فتح القدیر وجوب ہی کے قائل ہیں اور ان کے شاگرد ابن امیر الحاج نے اسی کو صواب قرار دیا ہے، اس کے برخلاف امام کرنی نے سنیت کے قول کو مختار قرار دیا ہے؛ اس لیے احوط یہ ہے کہ قومہ ترک نہ کیا جائے؛ (۳) لیکن کسی سے سہواً قومہ ترک ہو گیا تو اختلاف کی وجہ سے نماز کو صحیح قرار دینے کی اس سے گنجائش ملتی ہے:

ومقتضى الدليل وجوب الاطمینان أيضاً في القومة والجلسة والرفع من الركوع للأمر به في

(۱) (ولها واجبات) لا تفسد بتركها وتعاد وجوباً في العمد والسهو إن لم يسجد له، وإن لم يعدها يكون فاسقاً
آثمًا، الخ (وهی) ... (قراءة فاتحة الكتاب) الخ (وتعدیل الأركان). (الدرا المختار علی صدر رد المحتار، باب صفة الصلاة، مطلب واجبات الصلاة: ۱/ ۲۴، ظفیر)

(۲) ترك السنة لا يوجب فساداً ولا سهواً بل إساءة ولو عامداً غير مستخف. (الدرا المختار علی صدر رد المحتار، واجبات الصلاة، قبيل مطلب في قولهم الإساءة دون الكراهة: ۱/ ۷۴، دار الفكر، انیس)

(۳) فی احسن الفتاوی:

سوال: قومہ و جلسہ اور تعدیل ارکان سنت ہیں، یا واجب؟ اور سہواً ترک کرنے سے سجدہ سہولاً لازم ہوگا، یا نہیں؟

جواب: راجح قول وجوب کا ہے، لہذا سہواً ترک کرنے سے سجدہ سہولاً لازم ہوگا۔ (احسن الفتاوی، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة وما يتعلق بها: ۳/ ۳۱، زکریا، دیوبند) کذا فی فتاویٰ ریمیہ، کتاب الصلاة، مکروہات صلوٰۃ: ۱۳۹/۵، دارالاشاعت، کراچی)

حدیث المسیء صلاتہ وللمواظبة علی ذلك کله، وإلیه ذهب المحقق الکمال بن الهمام وتلميذه ابن أمير الحاج وقال: إنه الصواب. (مراقی الفلاح: ۱۳۶) (۱)
 واختار الکرخی أن التعديل فی القومة والجلسة سنة علی قولهما. (الطحاوی علی المراقی: ۱۳۶) (۲) وهکذا فی مجمع الأنهر: ۸۸/۱ (۳) واللہ أعلم بالصواب
 کتبه: حبیب اللہ القاسمی غفر له۔ ۱۴۱۱ھ۔ الجواب صحیح: محمد حنیف غفر له۔ (فتاویٰ ریاض العلوم: ۳۳۹، ۳۴۰)



(۲-۱) مراقی الفلاح علی صدر حاشیة الطحاوی، فصل فی بیان واجب الصلاة: ۱۶۷، مصری
 عن أبی هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم دخل المسجد فدخل رجل فصلی ثم جاء فسلم علی رسول الله صلى الله عليه وسلم فرد رسول الله صلى الله عليه وسلم علیه وسلم علیه السلام، وقال: ارجع فصل فإنک لم تصل، فرجع الرجل فصلی كما کان صلی، ثم جاء إلی النبی صلى الله عليه وسلم فسلم علیه، فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم وعليك السلام، ثم قال: ارجع فصل فإنک لم تصل، حتی فعل ذلك ثلاث مرارٍ، فقال الرجل: والذي بعثک بالحق ما أحسن غیر هذا فعلمنی؟ قال: إذا قمت إلی الصلاة فكبر ثم اقرأ ما تيسر معک من القرآن ثم اركع حتى تطمئن راكعاً ثم ارفع حتى تعتدل قائماً ثم اسجد حتى تطمئن ساجداً ثم اجلس حتى تطمئن جالساً ثم افعَل ذلك فی صلاتک کلها، قال القعنبی عن سعید بن أبی سعید المقبري عن أبی هريرة وقال فی آخره: فإذا فعلت هذا فقد تمت صلاتک وما انتقصت من هذا شيئاً فإنما انتقصته من صلاتک وقال فيه: إذا قمت إلی الصلاة فأسبع الوضوء. (سنن أبی داود، باب صلاة من لا یقیم صلیه فی الركوع والسجود (ح: ۸۵۶)
 (۳) مجمع الأنهر فی شرح ملتقى الأبحر، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة: ۸۸/۱، دار إحياء التراث العربی، بیروت، لبنان

اطمینان سے ارکان کو ادا کرنا واجب ہے:

اطمینان یہ ہے کہ ہر رکن کو اس طرح ادا کرے کہ اس رکن میں ہر عضو اپنی جگہ ساکن ہو جائے۔ رکوع اور سجدہ میں اطمینان یہ ہے کہ ہر عضو اپنی جگہ اتنی دیر رہے کہ ایک مرتبہ تسبیح پڑھی جاسکے۔ (مراقی و در مختار بر شامی: ۳۱۲/۱)
 قیام کی حالت میں قراءت لمبی ہوتی ہے: اس لیے قراءت کرنے کی مدت اطمینان کے لیے کافی ہے۔ (مخلص طحاوی: ۱۳۵)
 اگر فرض نماز کی آخری دونوں رکعتوں میں، یا کوئی ایک رکعت میں قراءت نہ کرے اور چپ کھڑا رہے تو ایک تسبیح کی مقدار کھڑا رہنا واجب ہے، اس سے اطمینان حاصل ہو جاتا ہے۔ (طحاوی: ۱۳۵)
 اگر اتنی دیر بھی کھڑا نہ رہا تو گناہ ہوگا؛ لیکن نماز فاسد نہ ہوگی؛ کیوں کہ اصل قیام فرض ہے وہ پایا گیا۔ (طحاوی: ۱۳۶)
 قومہ میں بھی اطمینان عملاً فرض ہے، اس کے اندر اطمینان کی صورت یہ ہے کہ رکوع سے بالکل سیدھا کھڑا ہو جائے۔ (طحاوی: ۱۳۶)
 جلسہ میں بھی اطمینان واجب ہے اور اس کے اندر اطمینان کی صورت یہ ہے کہ سجدہ سے اٹھ کر پورے طور پر بیٹھ جائے۔ (طحاوی: ۱۳۶)
 (طہارت اور نماز کے تفصیلی مسائل: ۲۳۵-۲۳۶) (انیس)